تنقید و تبصرہ

مولانا محمد احسن نانوتوی مصنف: مولانا محمد ایوب قادری ایم۔ اے۔ ناشر: مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸/۲۰ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۵ ـــــ کاغذ اوسط درجے کا کتابت و طباعت عمدہ۔ صفحات ۲۸۲۔ قیمت چار روپے

مولانا محمد ایوب صاحب قادری نے اس کتاب میں مولانا محمد احسن نانوتوی کے حالات و سوانح کو محنت و کاوش سے ترتیب دیا ہے اور ان تمام متعلقہ مآخذ سے خوشہ چینی کی ہے جن سے مولانا مرحوم کی زندگی کے کسی نہ کسی گوشہ پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ مولانا قادری اس سے پہلے متعدد مقالوں کے علاوہ وقائع عبدالقادر رام پوری اور تذکرۂ علمائے ہند پر تعلیقات و حواشی لکھ کر اہل علم کے حلقوں میں اپنے تحقیقی اسلوب تحریر کی وجہ سے مقام پیدا کر چکے ہیں۔

مولانا احسن نانوتوی گزشتہ صدی کے ان نامور علما میں شمار ہوتے ہیں جن کی علمی و دینی خدمات کا دائرہ خاصہ وسیع ہے۔ احیاء العلوم، اغاثۃ اللھفان اور در مختار ایسی ضخیم کتابوں کا ترجمہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے لطف یہ ہے کہ مولانا نے احیاء العلوم کے ترجمہ میں عربی اشعار کا ترجمہ اشعار ہی میں کیا ہے۔ مولانا کو عربی علوم کے پہلو بہ پہلو انگریزی میں بھی بہرہ وافر حاصل تھا۔ چنانچہ سرسید مرحوم کی فرمائش پر گاڈفری ہگنس کی کتاب کا مولانا نے رواں دواں اردو میں ترجمہ کر ڈالا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس دور میں بھی بالغ نظر علما نے بھانپ لیا تھا کہ انگریزی زبان و ادب کا جاننا بہت ضروری ہے۔ مولانا کا اصل کارنامہ مطبع صدیقی بریلی کا قیام ہے جس نے سراج السالکین خلعت العنود، حنفی علائی، حجۃ اللہ، ازالۃ الخفا اور شفا قاضی عیاض ایسی معرکے کی کتابیں شائع کیں۔

زیر تبصرہ کتاب کہنے کو صرف مولانا احسن نانوتوی کے حالات پر مشتمل ہے، مگر فاضل مصنف نے اس ضمن میں گذشتہ صدی کی پوری علمی، دینی، ادبی اور سیاسی زندگی کی گہما گہمیوں کی تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے۔ آخر میں کتابیات، رجال، اور اماکن کے بارہ میں مفید اشارے درج ہیں۔

انداز بیان سادہ اور سپاٹ ہے کہیں کہیں تکرار بھی ہے، غیر ضروری پھیلاؤ کی وجہ سے کچھ ایسے مباحث بھی اس میں سمٹ آئے ہیں جن کا حذف ذکر سے کہیں بہتر تھا۔ لیکن اس کے باوجود کتاب بہر حال مطالعہ کے لائق ہے (م۔ ح)

اسلام کا نظام محاصل مصنف: امام ابو یوسف۔ مترجم: محمد نجات اللہ صدیقی۔ ناشر: مکتبہ چراغ راہ، کراچی۔ صفحات: ۲۳۵۔ قیمت اعلیٰ ایڈیشن: ۵۰ء۱۲ روپے سستا ایڈیشن: ۸ روپے

یہ کتاب امام ابو یوسف کی مشہور تصنیف کتاب الخراج کا ترجمہ ہے۔ امام ابو یوسف، حضرت امام ابو حنیفہ کے تلمیذ رشید اور فقہ حنفی کے جلیل القدر امام تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ کی ترویج و اشاعت اور اس کی ترتیب و تہذیب کا سہرا بھی انھیں کے سر ہے۔ امام ابو یوسف متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں کتاب الخراج خاص شہرت و مقبولیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب انھوں نے خلیفۂ وقت ہارون الرشید کے ایما پر لکھی۔ ہارون الرشید کے زمانۂ حکومت میں اسلامی ریاست کے حدود بہت وسیع ہو گئے تھے۔ اور محاصل کے باب میں نئے نئے مسائل معرض وجود میں آ گئے تھے۔ صورت حال کی نزاکت اور مسائل ارضی کی کثرت کے پیش نظر خلیفہ نے حضرت امام سے ایک ایسی کتاب ضبط تحریر میں لانے کی فرمائش کی جو ان مسائل گونا گوں کے تمام گوشوں کو گھیر لے۔ چنانچہ انھوں نے کتاب الخراج لکھی جس میں عشر، فئے، مال غنیمت، مختلف مفتوحہ علاقوں کے بندوبست اراضی، عمال خراج کے فرائض اور ان کے لیے ہدایات۔ اہل ذمہ کے مسائل سے متعلق ضروری وضاحت۔ قوانین جنگ، شرعی حدود اور تعزیرات۔ آبی زمین اور اس کے بارے میں پیدا شدہ مسائل۔ زمین کے محاصل۔ چراگاہوں اور جنگلوں کے بارے میں احکام۔ مزارعت۔ مضاربت۔ زمینوں کا ٹھیکہ۔ مالیہ آبیانہ وغیرہ تمام مسائل کو پوری تفصیل سے بیان کیا اور جگہ جگہ احادیث رسول۔ آثار صحابہ اور خلفائے راشدین کے طرز عمل کے حوالے دیے اور پیش آمدہ مسائل کو احکام و فرامین کی روشنی میں منقح کیا۔ کتاب کے شروع میں امام یوسف نے خلیفہ ہارون الرشید کو موثر پیرایہ بیان میں کچھ نصیحتیں بھی کی ہیں اور رعایا و راعی کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ کتاب اپنی جگہ نہایت اہم ہے اور اس دور کے تقاضوں کے پیش نظر ضروری امور کو محیط ہے۔ اس کتاب کے کئی زبانوں ــــ فرانسیسی، اطالوی، انگریزی، ترکی، فارسی، اور روسی ــــ میں ترجمے ہو چکے ہیں لیکن اردو میں اب تک اس کا ترجمہ شائع نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اردو ترجمہ ضروری تھا۔ جناب نجات اللہ صدیقی (مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ ترجمہ رواں دواں شستہ اور صحیح ہے۔ ترجمہ کے علاوہ مترجم محترم کی یہ محنت بھی لائق تحسین ہے کہ انھوں نے آغاز کتاب میں ۷۰ صفحات کا طویل مقدمہ سپرد قلم کیا جس میں امام ابو یوسف کے حالات و سوانح، ان کا ماحول، اساتذہ، تصانیف، علمی تگ و تاز، فقہ و استنباط میں ان کا مرتبہ، کتاب الخراج کی تصنیف کے اسباب و وجوہ اور پس منظر وغیرہ بہ تفصیل بیان کیے ہیں جس سے کتاب اور ترجمہ کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

مقدمہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کا اردو ترجمہ، دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ (حیدر آباد دکن) کے لیے مولانا ابو الخیر مودودی نے کیا تھا لیکن سقوط حیدر آباد کی وجہ سے وہ ترجمہ طباعت و اشاعت کے مراحل طے نہیں

نہیں کر سکا۔ اب وہ ایک مخطوطہ کی شکل میں حیدرآباد کے دارالترجمہ میں پڑا ہے۔ کتاب کے آخر میں ضمیمہ کی صورت میں ان اوزان اور پیمانوں کی وضاحت کی گئی ہے جن کا ذکر بار بار کتاب میں آتا ہے۔ ایک نقشہ بھی دیا گیا ہے جس میں مملکت ہارون الرشید کے مشمولہ علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ بعض مقامات پر حواشی دیے گئے ہیں، جو افادیت کے حامل ہیں۔ قاری کی سہولت کے لیے فہرست میں اردو ترجمہ کے صفحات پر اس کے بالمقابل عربی کتاب (مطبوعہ ۱۳۴۶ھ) کے متعلقہ صفحات کے نمبر بھی دیے گئے ہیں۔

کتاب میں الگ الگ عنوانات بھی قائم کیے گئے ہیں اور اشاریۂ اسما بھی دیا گیا ہے جس سے ترجمہ کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ کتاب میں جو چیز کوفت کا باعث ہوتی ہے وہ کتابت کی غلطیاں ہیں۔ بلاشبہ اتنی بڑی کتاب میں غلطیوں کا رہ جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں لیکن افسوس ہے کہ اس میں بعض فاحش غلطیاں رہ گئی ہیں۔ مثلاً عنوان میں مترجم بہ تشدید جیم ہے۔ سورہ الانفال کو الانفعال لکھا گیا ہے اور "آثار" "آشار" ہو گیا ہے۔ "فان للہ خمسہ" کو "فان اللہ خمسہ" بنا دیا گیا ہے۔ ایک علمی کتاب میں اس قسم کی غلطیاں تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔

عربی خود سیکھیے

مصنف: رفیع اللہ خاں ایم ۔ اے ۔ ناشر: ادارۂ طلوع اسلام، ۲۵ بی گلبرگ لاہور
صفحات: ۲۰۸ ۔ کاغذ اخباری ۔ قیمت: ۵۰ء۲ روپے

"عربی خود سیکھیے" جناب رفیع اللہ خاں نے محنت سے لکھی ہے۔ مؤلف موصوف کو عربی اور اسلامی علوم خصوصاً فقہ سے بڑا اچھا لگاؤ ہے۔ اس کتاب کو ضبطِ تحریر میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے عربی سے دلچسپی رکھنے والے حضرات، از خود عربی سیکھ سکیں یا اس سے بقدر ضرورت واقفیت حاصل کر سکیں۔ مصنف محترم کا یہ خیال بڑا مبارک ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو عربی سے کتنا تعلق خاطر ہے کتاب میں صرف و نحو کے ضروری ابتدائی قواعد بھی بیان کر دیے گئے ہیں اور عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کی مشق و تمرین کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے۔ لیکن کتاب میں جس انداز سے صرف و نحو کے قواعد بیان کیے گئے ہیں اور پوری کتاب میں جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے وہ عربی سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والوں کے لیے تو بہت مفید ہے لیکن وہ لوگ شاید اس سے خاطر خواہ استفادہ نہ کر سکیں جو اگرچہ تعلیم یافتہ تو ہیں لیکن عربی سے واقف نہیں یا جن کی علمی سطح کم درجہ کی ہے۔ اس کتاب کو سمجھنے کے لیے بہرحال استاد کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ مبتدی کے لیے از خود اس سے مستفید ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے۔